صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 01 (Jan-March 2026)

تعلیمی اور فکری اصلاح میں امثال الحدیث کا کردار

The Role of Prophetic Parables (Amthāl al-Ḥadīth) in Educational and Intellectual Reform

Shoaib Ahmad
Ph.D. Scholar, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore
ORCID ID: 0009-0001-7987-6456, shoaibahmadjhuj@gmail.com

Dr. Muhammad Husnain
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Division of Science and Technology, University of Education, Lahore Pakistan
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-8225-0967, muhammad.husnain@ue.edu.pk

Abstract:
This research article examines the educational and intellectual dimensions of the Prophetic parables (Amthāl al-Ḥadīth) and highlights their role in educational and intellectual reform from an Islamic perspective. The study is founded on the Qur'ānic principle of reflection and contemplation, as Allah Almighty states: “Indeed, in that are signs for a people who give thought” (Qur'an 30:21). Likewise, the Prophet Muhammad ﷺ employed parables as an effective pedagogical method to simplify complex concepts and cultivate sound understanding. Among the most significant examples is his saying: “The example of the guidance and knowledge with which Allah has sent me is like abundant rainfall falling upon different types of land…” (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 79; Ṣaḥīḥ Muslim, 2282).

The study demonstrates that the Prophetic parables constitute a comprehensive educational methodology that effectively promotes knowledge acquisition, character development, moral education, critical and analytical thinking, intellectual moderation, and social responsibility. Furthermore, it argues that these parables are not merely rhetorical expressions but represent a systematic Islamic framework for educational and intellectual reform.

The article further explores the contemporary relevance of Amthāl al-Ḥadīth by applying their educational and intellectual principles to current challenges, including the crisis of moral values,

intellectual confusion, extremism, misinformation, and the growing need for critical thinking in modern educational systems. It concludes that the Prophetic parables provide a practical and enduring framework capable of addressing contemporary educational and intellectual issues while contributing to the development of balanced individuals and ethically responsible societies. This study also offers a fresh academic perspective by presenting Amthāl al-Ḥadīth as a coherent Islamic educational and intellectual framework, thereby opening new avenues for future research and educational policy development.

Keywords: *Amthāl al-Ḥadīth, Prophetic Parables, Educational Reform, Intellectual Reform, Character Development, Critical Thinking, Intellectual Moderation, Contemporary Educational Challenges, Islamic Educational Framework*

خلاصہ:

یہ ریسرچ آرٹیکل امثالِ حدیث کی روشنی میں تعلیمی اور فکری اصلاح کے مختلف پہلوؤں کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ قرآنِ مجید انسان کو غور و فکر اور صحیح بصیرت کی دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (الروم:21)۔ اسی قرآنی منہج کی عملی تفسیر نبی اکرم ﷺ کی تمثیلات میں نظر آتی ہے، جہاں آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا...,(صحیح مسلم، حدیث:2282)۔ اس نبوی تمثیل میں علم، ہدایت اور انسانی استعداد کے باہمی تعلق کو نہایت مؤثر انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ امثالِ حدیث محض ادبی یا بلاغی اسلوب نہیں بلکہ تعلیم، کردار سازی، اخلاقی تربیت، تنقیدی و تحقیقی فکر، فکری اعتدال اور سماجی اصلاح کا ایک جامع اسلامی فریم ورک پیش کرتی ہیں۔ یہ تمثیلات پیچیدہ علمی اور فکری مسائل کو سادہ، قابلِ فہم اور عملی مثالوں کے ذریعے واضح کرتی ہیں، جس سے علمی فہم، مؤثر ابلاغ اور دیرپا تربیتی اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ مزید بر آں، اس آرٹیکل میں امثالِ حدیث کی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے تعلیمی و فکری چیلنجز، مثلاً اقدار کے بحران، فکری انتشار، انتہاپسندی، معلوماتی بے ترتیبی اور تنقیدی شعور کی ضرورت کے تناظر میں جدید تطبیق کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی نتیجہ یہ ہے کہ امثالِ حدیث جدید تعلیمی اور فکری مباحث کے لیے ایک قابلِ عمل اسلامی رہنما اصول فراہم کرتی ہیں، جو فرد کی فکری تربیت، اخلاقی نشوونما اور معاشرتی اصلاح کو بیک وقت ممکن بناتی ہیں۔ اس اعتبار سے یہ مطالعہ امثالِ حدیث کی عصری معنویت کو اجاگر کرتے ہوئے انہیں تعلیمی پالیسی، نصاب سازی، کردار سازی اور فکری استحکام کے لیے ایک مؤثر اسلامی ماڈل کے طور پر پیش کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ: امثالِ حدیث، تعلیمی اصلاح، فکری اصلاح، نبوی تمثیلات، کردار سازی، تنقیدی فکر، فکری اعتدال، معاصر فکری مسائل۔

تعلیمی اصلاح کا مفہوم اور اہمیت

تعلیمی اصلاح سے مراد ایسا تعلیمی نظام قائم کرنا ہے جو انسان کی فکری، اخلاقی، روحانی اور عملی شخصیت کی متوازن نشوونما کرے۔ اسلامی تعلیم کا مقصد محض معلومات کی فراہمی نہیں بلکہ ایسے صالح، باکردار اور ذمہ دار افراد تیار کرنا ہے جو علم کو عمل کے ساتھ جوڑیں اور معاشرے کی اصلاح میں مؤثر کردار ادا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات میں تعلیم کو تزکیۂ نفس، حسنِ اخلاق اور معاشرتی بھلائی کا ذریعہ قرار دیا اور مختلف تمثیلات کے ذریعے علم کی قدر و منزلت کو واضح فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے، اس کی مثال موسلا دھار بارش کی ہے جو مختلف زمینوں پر برستی ہے۔ بعض زمین زرخیز ہوتی ہے، وہ پانی جذب کر کے گھاس اور سبزہ اگاتی ہے، بعض زمین پانی کو روک لیتی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، اور بعض زمین نہ پانی روکتی ہے اور نہ سبزہ اگاتی ہے"۔[1]

[1] ۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل من علم و علم، حدیث:79

یہ تمثیل اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ علم بذاتِ خود اصلاح کا سرچشمہ ہے، لیکن اس کے حقیقی ثمرات کا انحصار سیکھنے والے کی استعداد، اخلاص اور عمل پر ہے۔ زرخیز زمین کی مانند وہ طالب علم کامیاب ہوتا ہے جو علم کو قبول کر کے اپنی شخصیت کا حصہ بناتا ہے اور پھر دوسروں تک بھی اس کی خیر پہنچاتا ہے۔ یہی حقیقی تعلیمی اصلاح ہے جس میں علم کردار سازی کا ذریعہ بنتا ہے۔

امام غزالیؒ کا بیان ہے:

"علم بغیر عمل دیوانگی ہے، اور عمل بغیر علم درست نہیں ہو سکتا"۔[2]

اس مثال سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تعلیم کا مقصد صرف معلومات جمع کرنا نہیں بلکہ انہیں معاشرے کی فلاح کے لیے بروئے کار لانا ہے۔ جو افراد علم کو محفوظ رکھتے ہیں اور دوسروں تک منتقل کرتے ہیں، وہ بھی معاشرے کے لیے باعثِ خیر ہیں، تاہم سب سے اعلیٰ درجہ ان لوگوں کا ہے جو علم حاصل کر کے اس پر عمل کرتے ہیں اور اپنی عملی زندگی سے دوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں جب تعلیم اکثر امتحانات، اسناد اور ملازمت کے حصول تک محدود ہو گئی ہے، یہ نبوی تمثیل اس امر کی یاد دہانی کراتی ہے کہ کامیاب تعلیمی نظام وہی ہے جو طلبہ کے اندر علم کے ساتھ کردار، اخلاق، خدمتِ خلق اور احساسِ ذمہ داری پیدا کرے۔ اسی جامع تصورِ تعلیم سے انفرادی اور اجتماعی اصلاح ممکن ہوتی ہے، اور یہی اصولِ حدیث کی روشنی میں تعلیمی اصلاح کا بنیادی مقصد ہے۔

اصولِ حدیث اور اسلامی نظامِ تعلیم کی بنیادیں

اسلامی نظامِ تعلیم کی بنیاد وحیِ الٰہی، سنتِ نبوی ﷺ اور صحیح فہمِ دین پر قائم ہے۔ اصولِ حدیث ان بنیادی علوم میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو محفوظ، مستند اور قابلِ اعتماد صورت میں امت تک منتقل کرتا ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیم کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ ایسی تعلیم دینا ہے جو صحیح عقیدہ، درست فکر، اعلیٰ اخلاق اور صالح کردار کی تشکیل کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو مختلف تمثیلات کے ذریعے واضح فرمایا تاکہ تعلیم کی اصل روح ہر مسلمان کے ذہن میں راسخ ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے جس ہدایت اور علم کے ساتھ بھیجا ہے، اس کی مثال موسلادھار بارش کی۔۔۔"[3]

یہ نبوی تمثیل اسلامی نظامِ تعلیم کی بنیادی روح کو نمایاں کرتی ہے۔ بارش سے مراد وحی، ہدایت اور علمِ نبوی ہے، جبکہ مختلف زمینیں انسانوں کے دلوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ زرخیز زمین ان لوگوں کی مثال ہے جو علم کو قبول کرتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں تک بھی پہنچاتے ہیں۔ یہی وہ افراد ہیں جو اسلامی نظامِ تعلیم کے حقیقی ثمرات حاصل کرتے ہیں اور معاشرے میں اصلاح و خیر کا ذریعہ بنتے ہیں۔

---

[2] ۔ الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد. إحياء علوم الدين. بيروت: دار المعرفة، د.ت.، ج1، ص55.

[3] ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح (صحيح البخاري). كتاب العلم، باب فضل من علم وعلّم، حديث رقم: 79

امام مبارکؒ کا قول ہے:

"الإسناد من الدين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء"[4]

"اسناد دین کا حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا۔"

امثال الحدیث کی روشنی میں یہ مثال اس امر کو واضح کرتی ہے کہ مستند علم ہی اسلامی تعلیم کی اصل بنیاد ہے۔ جب تعلیم قرآن و سنت کے صحیح مصادر سے حاصل کی جائے تو وہ انسان کی فکری، اخلاقی اور عملی تربیت کرتی ہے۔ اسی لیے محدثین نے روایت کی جانچ، اسناد کی تحقیق اور راویوں کے احوال پر غیر معمولی توجہ دی تاکہ امت کا تعلیمی سرمایہ ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہے۔

علمی فہم کی آسانی اور مؤثر ابلاغ

یہ اصول آج بھی اسلامی نظامِ تعلیم میں تحقیق، دیانت اور علمی امانت کے بنیادی ستون ہیں۔ تعلیم کے میدان میں سب سے بڑا چیلنج پیچیدہ تصورات کو سادہ اور قابلِ فہم انداز میں منتقل کرنا ہے۔ امثال الحدیث اس مقصد کے لیے ایک نہایت مؤثر اسلوب فراہم کرتی ہیں، کیونکہ یہ تجریدی معانی کو محسوس مثالوں کے ذریعے واضح کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایمان اور قرآن کے تعلق کو ایک خوشبودار پھل سے تشبیہ دے کر اس حقیقت کو نہایت سادہ مگر جامع انداز میں بیان فرمایا؛

"مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن ----وطعمها طيب"۔[5]

اس تمثیل میں نبی اکرم ﷺ نے ایک عظیم تربیتی حقیقت کو نہایت سادہ اور مؤثر انداز میں بیان فرمایا۔ اترج ایک ایسی چیز ہے جس سے عرب معاشرہ بخوبی واقف تھا، اس لیے اس کی مثال دے کر آپ ﷺ نے یہ واضح کیا کہ قرآن سے وابستہ مومن کی شخصیت ظاہری اور باطنی دونوں اعتبار سے بہترین ہوتی ہے۔ خوشبو اس کے اخلاق، کردار اور دوسروں پر مثبت اثرات کی علامت ہے، جبکہ عمدہ ذائقہ اس کے ایمان، علم اور باطنی صلاحیتوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس طرح ایک مجرد اخلاقی تصور کو ایک محسوس مثال کے ذریعے ہر سامع کے لیے آسان بنا دیا گیا۔

یہ حدیث اس امر کی بہترین مثال ہے کہ مؤثر ابلاغ کے لیے مجرد نظریات کو محسوس مثالوں سے واضح کرنا نہایت مفید ہے۔ تعلیمی میدان میں بھی استاد اگر مشکل علمی مباحث کو مناسب مثالوں اور تشبیہوں کے ذریعے بیان کرے تو طلبہ نہ صرف انہیں آسانی سے سمجھتے ہیں بلکہ وہ معلومات ان کے ذہن میں دیرپا نقش ہو جاتی ہیں۔ یہی امثالِ حدیث کا وہ تعلیمی پہلو ہے جو علمی فہم کو آسان اور ابلاغ کو مؤثر بناتا ہے۔

---

[4] ۔ مسلم، مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ مقدمۃ الصحیح۔ تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربي، د.ت.

[5] ۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری (ریاض: دار السلام، 1997)، حدیث: 5020۔

تنقیدی وتجزیاتی سوچ کی تربیت

امثال الحدیث محض معلومات کی ترسیل تک محدود نہیں بلکہ یہ انسان کو غور و فکر اور تجزیہ کی دعوت بھی دیتی ہیں۔ جب ایک مثال پیش کی جاتی ہے تو سامع اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا ہے اور اس کے اندر پوشیدہ معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی تمثیلات اس انداز میں پیش کی گئی ہیں کہ وہ قاری کو تدبر پر آمادہ کرتی ہیں، جیسا کہ کشتی کی مثال؛

"مثل القائم على حدود الله --- استهموا على سفينة"[6]

"اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ ڈالا۔ بعض اوپر کے حصے میں اور بعض نیچے کے حصے میں آئے۔ نیچے والوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیں تو اوپر والوں کو تکلیف نہیں ہوگی۔ اگر اوپر والے انہیں روک لیں تو سب بچ جائیں گے، اور اگر انہیں چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے۔"

امام ابن قیم لکھتے ہیں:

"امثال معانی کو ذہنوں کے قریب کرتی ہیں اور انہیں محسوس صورت میں پیش کرتی ہیں۔"[7]

یہ تمثیل تنقیدی اور تجزیاتی فکر کی بہترین تربیت کرتی ہے، کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ نے ایک اجتماعی مسئلے کے ممکنہ نتائج کو نہایت واضح انداز میں پیش فرمایا۔ بظاہر کشتی میں سوراخ کرنا ایک فرد کا ذاتی عمل معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں اس کے نتائج پوری جماعت کو متاثر کرتے ہیں۔ اس مثال کے ذریعے آپ ﷺ نے یہ شعور دیا کہ کسی بھی عمل کا تجزیہ صرف اس کے فوری اثرات تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کے اجتماعی، اخلاقی اور مستقبل کے نتائج کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

تعلیمی اور فکری اعتبار سے یہ تمثیل طلبہ اور محققین میں تجزیاتی سوچ، دور اندیشی اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس پیدا کرتی ہے۔ یہ سکھاتی ہے کہ کسی نظریے، فیصلے یا عمل کو قبول کرنے سے پہلے اس کے ممکنہ نتائج کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے اور اگر کوئی فکر یا عمل معاشرے کے لیے نقصان دہ ہو تو علمی دلیل اور حکمت کے ساتھ اس کی اصلاح کی جائے۔ یہی امثالِ حدیث کا وہ تربیتی پہلو ہے جو تنقیدی و تجزیاتی فکر کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

طلبِ علم اور حصولِ تعلیم کی ترغیب: اسلام نے علم کو انسان کی انفرادی اور اجتماعی ترقی کی بنیاد قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے طلبِ علم کی ترغیب دینے کے لیے مختلف اسالیب اختیار فرمائے، جن میں تمثیل ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ کی تمثیلات طالبِ علم کے ذہن میں علم کی قدر، اس کے اثرات اور اس کی ذمہ داری کو راسخ کرتی ہیں۔

---

[6] ۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، حدیث: 2493۔

[7] ۔ ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر. إعلام الموقعين عن رب العالمين. تحقيق: محمد عبد السلام إبراهيم. بيروت: دار الكتب العلمية، 1991م، ج1، ص154.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو مومن قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال اترج (سنگترہ) کی سی ہے، جس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور ذائقہ بھی عمدہ ہے۔"[8]

یہ تمثیل اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ علمِ دین، خصوصاً قرآن کا علم، انسان کے باطن اور ظاہر دونوں کو سنوارتا ہے۔ جس طرح اترج اپنی خوشبو اور ذائقے سے خود بھی فائدہ مند ہوتی ہے اور دوسروں کو بھی نفع پہنچاتی ہے، اسی طرح علم رکھنے والا شخص اپنی ذات کی اصلاح کے ساتھ معاشرے کی بھی اصلاح کرتا ہے۔ یہ تمثیل طلبہ کو اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ وہ علم کو محض معلومات کے طور پر نہ سیکھیں بلکہ اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں تاکہ ان کے علم کے اثرات دوسروں تک بھی پہنچیں۔

امام شافعیؒ اس متعلق لکھتے ہیں:

"علم وہ نہیں جو صرف یاد کر لیا جائے، بلکہ علم وہ ہے جو نفع دے"۔[9]

اساتذہ کے لیے بھی اس مثال میں یہ رہنمائی موجود ہے کہ ان کی تعلیم ایسی ہو جو طلبہ کے کردار، اخلاق اور عمل پر مثبت اثر ڈالے۔ جب تعلیم کے ساتھ تربیت اور عمل شامل ہو جائے تو ایک ایسا فرد تیار ہوتا ہے جو معاشرے میں خیر، ہدایت اور اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہی اسلامی نظامِ تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کے حقوق و فرائض کی اصلاح

اسلامی نظامِ تعلیم میں استاد اور طالبِ علم کا تعلق محض معلومات کی منتقلی تک محدود نہیں بلکہ یہ تربیت، اخلاق اور ذمہ داری پر مبنی تعلق ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اساتذہ کو خیر خواہ، مربی اور رہنما کی حیثیت دی، جبکہ طلبہ کو ادب، احترام، اخلاص اور علم پر عمل کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ کی تمثیلات اس تعلق کی اہمیت اور اس کے معاشرتی اثرات کو نہایت مؤثر انداز میں واضح کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک اٹھانے والا یا تو تمہیں خوشبو عطا کرے گا، یا تم اس سے خرید لو گے، یا کم از کم اس کی خوشبو سے فائدہ اٹھاؤ گے، جبکہ بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا اس کی بدبو تمہیں پہنچے گی"۔[10]

[8] ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح (صحيح البخاري). كتاب فضائل القرآن، باب فضل القرآن على سائر الكلام، حديث رقم: 5427

[9] ۔ البيهقي، أحمد بن الحسين. مناقب الشافعي. تحقيق: أحمد صقر. القاهرة: مكتبة دار التراث، 1970م، ج2، ص139.

[10] ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح (صحيح البخاري). كتاب الذبائح والصيد، باب المسك، حديث رقم: 5534

یہ تمثیل استاد اور طالبِ علم کے تعلق پر بھی منطبق ہوتی ہے۔ صالح اور باکردار استاد مشک فروش کی مانند ہوتا ہے، جس کی صحبت سے طالبِ علم علم، اخلاق اور کردار کی خوشبو حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح طالبِ علم اگر نیک صحبت اختیار کرے، اپنے استاد کا احترام کرے اور اخلاص کے ساتھ علم حاصل کرے تو اس کی شخصیت مثبت انداز میں پروان چڑھتی ہے۔

امام زرنوجیؒ کا اس کے متعلق قول ہے:

"علم اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک اہلِ علم کا احترام نہ کیا جائے۔"[11]

یہ حدیث اس امر کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلبہ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا علمی اور اخلاقی ماحول قائم کریں جو خیر، محبت، احترام اور باہمی تعاون پر مبنی ہو۔ جب استاد اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرے اور طالبِ علم ادب، محنت اور حسنِ اخلاق کو اپنائے تو تعلیمی نظام حقیقی معنوں میں اصلاحِ فرد اور اصلاحِ معاشرہ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

تعلیم میں اخلاق، کردار اور عملی تربیت کا فروغ

اسلامی نظامِ تعلیم کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ ایسے افراد کی تربیت کرنا ہے جو اعلیٰ اخلاق، مضبوط کردار اور صالح اعمال کے حامل ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے تعلیم کو اخلاقی تربیت کے ساتھ جوڑا اور واضح فرمایا کہ علم اسی وقت نافع ہوتا ہے جب وہ انسان کے کردار اور عمل میں نمایاں ہو۔ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے مختلف تمثیلات کے ذریعے اخلاقی اقدار کو ذہن نشین فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اترج (سنگترہ) کی مانند ہے، جس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور ذائقہ بھی عمدہ ہے، جبکہ وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا، کھجور کی مانند ہے، جس میں خوشبو تو نہیں مگر ذائقہ میٹھا ہے"۔[12]

یہ نبوی تمثیل اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ حقیقی تعلیم انسان کے ظاہر اور باطن دونوں کو سنوارتی ہے۔ اترج کی خوشبو انسان کے اچھے اخلاق، حسنِ کردار اور دوسروں پر مثبت اثرات کی علامت ہے، جبکہ اس کا عمدہ ذائقہ باطنی ایمان، اخلاص اور صالح اعمال کی نمائندگی کرتا ہے۔ یوں اسلامی تعلیم کا مقصود ایسا فرد تیار کرنا ہے جو اپنے علم کے ذریعے خود بھی صالح بنے اور معاشرے میں بھی خیر و اصلاح کا ذریعہ ہو۔

ابن جماعہؒ لکھتے ہیں:

"علم کا مقصد عمل ہے، اور عمل علم کا پھل ہے۔"[13]

---

[11] ۔ الزرنوجي، برهان الدين. تعليم المتعلم طريق التعلم. بيروت: دار ابن كثير، 1981م، ص27.

[12] ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح (صحيح البخاري). كتاب فضائل القرآن، باب فضل القرآن على سائر الكلام، حديث رقم:5020

[13] ۔ ابن جماعة، بدر الدين. تذكرة السامع والمتكلم في أدب العالم والمتعلم. بيروت: دار الكتب العلمية، 2012م، ص:44.

یہ تمثیل اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے ایک اہم پیغام رکھتی ہے۔ استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ صرف علمی معلومات نہ دے بلکہ اخلاقی و عملی تربیت پر بھی توجہ دے، جبکہ طالبِ علم کا فرض ہے کہ وہ حاصل شدہ علم کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کرے۔ جب علم، اخلاق اور عمل یکجا ہو جائیں تو ایک متوازن شخصیت وجود میں آتی ہے، جو اسلامی نظامِ تعلیم کا بنیادی ہدف ہے اور معاشرے میں مثبت تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔

اسلامی تعلیم انسان کو تقلیدِ محض کے بجائے غور و فکر، تدبر اور تحقیق کی دعوت دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی تمثیلات کے ذریعے نہ صرف حقائق کو آسان انداز میں سمجھایا بلکہ سامعین کے اندر تجزیاتی اور تنقیدی فکر بھی پیدا کی۔ امثالِ حدیث کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ انسان ظاہری الفاظ سے آگے بڑھ کر معانی، حکمت اور نتائج پر غور کرے۔ یہی طرزِ فکر تحقیق، استدلال اور صحیح فیصلہ سازی کی بنیاد بنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مومن کی مثال نرم کھیتی کے پودے کی سی ہے، جسے ہوا کبھی ایک طرف جھکاتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے، جبکہ منافق کی مثال دیودار کے درخت کی سی ہے، جو اکڑا رہتا ہے، یہاں تک کہ ایک ہی بار جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔"[14]

یہ نبوی تمثیل تنقیدی اور تحقیقی فکر کی بہترین تربیت کرتی ہے۔ مومن کی نرمی اس بات کی علامت ہے کہ وہ دلیل، نصیحت اور حقیقت کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ تحقیق، غور و فکر اور صحیح دلیل کی بنیاد پر اپنی رائے کی اصلاح کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس منافق یا متعصب شخص حق واضح ہونے کے باوجود اپنی ضد اور جمود پر قائم رہتا ہے، جس سے اس کی فکری نشو و نما رک جاتی ہے۔

امثالِ حدیث کی یہ تعلیم موجودہ تعلیمی و تحقیقی ماحول میں بھی نہایت اہم ہے۔ ایک محقق اور طالبِ علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ تعصب کے بجائے دلیل کو معیار بنائے، نئے شواہد کی روشنی میں اپنی رائے پر نظرِ ثانی کرنے کا حوصلہ رکھے اور علمی دیانت کو مقدم سمجھے۔ یہی وہ تنقیدی اور تحقیقی ذہن ہے جس کی تشکیل نبی اکرم ﷺ نے اپنی بلیغ تمثیلات کے ذریعے کی۔

عصری تعلیمی چیلنجز اور امثال الحدیث کی رہنمائی

موجودہ دور میں تعلیمی نظام کو کئی چیلنجز درپیش ہیں، جن میں علم و عمل کا فقدان، اخلاقی زوال، معلومات کی فراوانی کے باوجود حکمت کی کمی، تعلیمی مادیت اور کردار سازی سے غفلت نمایاں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بلیغ تمثیلات کے ذریعے ان مسائل کا ایسا جامع حل پیش فرمایا جو ہر دور کے لیے قابلِ عمل ہے۔ امثالِ حدیث نہ صرف علم کی اہمیت واضح کرتی ہیں بلکہ یہ بھی سکھاتی ہیں کہ نافع علم وہی ہے جو انسان کے کردار، فکر اور عمل میں مثبت تبدیلی پیدا کرے۔

---

[14] مسلم، مسلم بن الحجاج النیسابوری. صحیح مسلم، حدیث رقم:2810

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے مگر خود اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، اس کی مثال چراغ کی سی ہے جو دوسروں کو روشنی دیتا ہے مگر خود جلتا رہتا ہے۔"[15]

یہ نبوی تمثیل عصری تعلیمی چیلنجز کے تناظر میں نہایت گہرا پیغام رکھتی ہے۔ آج تعلیم کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ علم کو عملی زندگی سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے یہ حدیث اس بات کی یاد دہانی کراتی ہے کہ حقیقی تعلیم وہ ہے جو پہلے انسان کی اپنی اصلاح کرے، پھر دوسروں کی رہنمائی کا ذریعہ بنے۔ اگر علم کردار سازی سے خالی ہو تو اس کی افادیت محدود رہ جاتی ہے۔

عجاج خطیبؒ لکھتے ہیں:

"سنتِ نبوی فرد کی تربیت اور معاشرے کی تعمیر کا عملی سرچشمہ ہے"۔[16]

یہ تمثیل تعلیمی اداروں کے لیے بھی ایک اصول فراہم کرتی ہے کہ نصاب، تدریس اور تربیت کو محض معلومات کی فراہمی تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اخلاق، دیانت، احساسِ ذمہ داری اور عملی نمونہ بننے کی صفات بھی پیدا کی جائیں۔ جب علم اور عمل میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے تو تعلیمی نظام عصری چیلنجز کا مؤثر جواب بن سکتا ہے اور معاشرے میں حقیقی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔

فکری اصلاح امثال الحدیث کی روشنی میں

فکری اصلاح کا مفہوم اور ضرورت

فکری اصلاح سے مراد انسان کے عقائد، نظریات، افکار اور طرزِ فکر کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق درست، متوازن اور اعتدال پر قائم کرنا ہے۔ اسلام میں فکری اصلاح کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ انسان کے تمام اعمال کا دار و مدار اس کی فکر پر ہوتا ہے۔ اگر فکر صحیح ہو تو کردار، اخلاق اور اعمال بھی درست ہوتے ہیں، جبکہ فکری انحراف انسان کو گمراہی، انتہاپسندی، تعصب اور اخلاقی زوال کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی لیے قرآنِ مجید انسان کو بار بار غور و فکر، تدبر اور حق کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات، خصوصاً امثالِ حدیث، کے ذریعے صحیح فکر کی تعمیر اور باطل افکار کی اصلاح فرمائی۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[17]

---

[15] ۔ الرامهرمزي، الحسن بن عبد الرحمن. أمثال الحديث. تحقيق: عبد الله بن محمد الكناني. الرياض: مكتبة المعارف، 1984م، ص:52.

[16] ۔ الخطيب، محمد عجاج. السنة قبل التدوين. بيروت: دار الفكر، 1981م، ص:17.

[17] ۔ القرآن الكريم، سورة الروم، الآية:21.

"بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں"۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اسلام اندھی تقلید کی نہیں بلکہ تدبر، تفکر اور صحیح فکری شعور کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک صالح معاشرے کی تشکیل اسی وقت ممکن ہے جب افراد اپنے عقائد، نظریات اور اعمال کو وحیِ الٰہی کی روشنی میں پرکھیں اور ہر معاملے میں حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے فکری اصلاح کے لیے تمثیل کا مؤثر اسلوب اختیار فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی حدود پر قائم رہنے والوں اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال ایک ایسی کشتی کے مسافروں کی ہے جن میں بعض اوپر اور بعض نیچے تھے۔ اگر نیچے والے اپنے حصے میں سوراخ کر دیں اور اوپر والے انہیں نہ روکیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے، اور اگر انہیں روک لیں تو سب نجات پا جائیں گے"۔[18]

یہ تمثیل اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ فکری اصلاح صرف انفرادی مسئلہ نہیں بلکہ اجتماعی ضرورت بھی ہے۔ غلط افکار اور نظریات اگر بروقت نہ روکے جائیں تو ان کے منفی اثرات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس لیے اسلام مسلمانوں کو تنقیدی بصیرت، اجتماعی ذمہ داری اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعلیم دیتا ہے تاکہ معاشرہ فکری گمراہی سے محفوظ رہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا قول ہے:

"فکر کی اصلاح، عمل کی اصلاح کی بنیاد ہے"۔[19]

عصرِ حاضر میں جب الحاد، فکری انتشار، انتہاپسندی، سوشل میڈیا کے منفی رجحانات اور گمراہ کن نظریات تیزی سے فروغ پا رہے ہیں، فکری اصلاح پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہو گئی ہے۔ امثالِ حدیث ان مسائل کے حل میں مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہیں، کیونکہ وہ پیچیدہ فکری مسائل کو سادہ، مؤثر اور قابلِ فہم مثالوں کے ذریعے واضح کرتی ہیں اور انسان میں صحیح سوچ، اعتدال، تحقیق اور ذمہ دارانہ طرزِ فکر پیدا کرتی ہیں۔

امثال الحدیث اور صحیح فکر کی تشکیل

امثالِ حدیث نبی اکرم ﷺ کی دعوت و تعلیم کا ایک مؤثر اسلوب ہے، جس کے ذریعے آپ ﷺ نے عقائد، افکار اور اخلاقی اقدار کو نہایت سادہ، جامع اور دل نشین انداز میں واضح فرمایا۔ تمثیل مجرد حقائق کو محسوس مثالوں میں تبدیل کر دیتی ہے، جس سے انسان نہ صرف حقیقت کو

[18] ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح (صحيح البخاري). كتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات، حديث رقم: 2686.

[19] ۔ ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم. مجموع الفتاوى. المدينة المنورة: مجمع الملك فهد، 1995م، ج10، ص95.

بہتر انداز میں سمجھتا ہے بلکہ اس کی فکر بھی صحیح رخ اختیار کرتی ہے۔اس طرح امثالِ حدیث صحیح فکر کی تشکیل، باطل نظریات کی تردید اور اعتدال پسند ذہن کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے جس ہدایت اور علم کے ساتھ بھیجا ہے، اس کی مثال موسلا دھار بارش کی ہے جو مختلف زمینوں پر برستی ہے۔ایک زمین پانی قبول کر کے سبزہ اگاتی ہے، دوسری پانی کو محفوظ رکھتی ہے اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے، جبکہ تیسری نہ پانی محفوظ رکھتی ہے اور نہ سبزہ اگاتی ہے"۔[20]

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے انسانی فکر کی مختلف کیفیتوں کو زمین کی مختلف اقسام سے تشبیہ دے کر نہایت مؤثر انداز میں بیان فرمایا ہے۔زرخیز زمین ان افراد کی نمائندگی کرتی ہے جو حق کو قبول کرتے ہیں، اس پر غور و فکر کرتے ہیں اور اپنی زندگی میں اس پر عمل کرتے ہیں۔دوسری زمین ان لوگوں کی مثال ہے جو علم کو محفوظ رکھتے اور دوسروں تک منتقل کرتے ہیں، جبکہ بنجر زمین ان افراد کی علامت ہے جو نہ صحیح فکر کو قبول کرتے ہیں اور نہ اس سے خود یا دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

عبد الرحمٰن رامهرمزيؒ کا قول ہے:

"امثال تعلیم کے بلیغ ترین اسالیب میں سے ہیں، کیونکہ وہ معانی کو دلوں میں راسخ کر دیتی ہیں"۔[21]

یہ تمثیل واضح کرتی ہے کہ صحیح فکر کی تشکیل کا انحصار صرف علم کے حصول پر نہیں بلکہ اس کے قبول کرنے، اس میں تدبر کرنے اور عملی زندگی میں نافذ کرنے پر ہے۔امثالِ حدیث انسان کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ اپنے ذہن و فکر کو وحیِ الٰہی کی روشنی میں پروان چڑھائے، حق کو کھلے دل سے قبول کرے اور اپنی علمی و فکری صلاحیتوں کو معاشرے کی اصلاح کے لیے استعمال کرے۔یہی وہ فکری تربیت ہے جو ایک متوازن، معتدل اور باشعور اسلامی معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔

اعتدال، توازن اور میانہ روی کا فروغ

اسلام اعتدال، توازن اور میانہ روی کا دین ہے۔شریعتِ اسلامیہ انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں افراط و تفریط سے بچنے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔نبی اکرم ﷺ نے اپنی تمثیلات کے ذریعے نہ صرف اس اصول کو واضح فرمایا بلکہ عملی زندگی میں اس کی اہمیت بھی

---

[20] ۔البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح (صحيح البخاري). كتاب العلم، باب فضل من علم وعلّم، حديث رقم:79.

[21] ۔الرامهرمزي، الحسن بن عبد الرحمن. أمثال الحديث. تحقيق: عبد الله الكناني. الرياض: مكتبة المعارف، 1984م، ص9.

اجاگر کی۔ امثالِ حدیث انسان کو یہ شعور دیتی ہیں کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو اعتدال، حکمت اور توازن پر قائم ہو، کیونکہ انتہا پسندی اور بے اعتدالی فرد اور معاشرے دونوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مومن کی مثال نرم کھیتی کے پودے کی مانند ہے۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی بار گرا دیتا ہے"۔[22]

اس تمثیل میں نبی اکرم ﷺ نے مومن کی شخصیت کو ایسے نرم پودے سے تشبیہ دی ہے جو حالات کے مطابق لچک، صبر اور توازن کا مظاہرہ کرتا ہے، لیکن اپنی جڑوں سے وابستہ رہتا ہے۔ اس کے برعکس فاجر شخص اپنی ضد، تکبر اور بے اعتدالی کی وجہ سے کسی اصلاح کو قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ اس کی سختی ہی اس کی تباہی کا سبب بن جاتی ہے۔ اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتدال اور میانہ روی کمزوری نہیں بلکہ فکری پختگی، بصیرت اور حکمت کی علامت ہے۔

امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

"شریعت مکمل طور پر اعتدال اور میانہ روی کے اصول پر قائم ہے"۔[23]

امثالِ حدیث کی یہ تعلیم عصرِ حاضر میں بھی نہایت اہم ہے، جہاں فکری انتہاپسندی، مذہبی تشدد اور سماجی تقسیم جیسے مسائل موجود ہیں۔ نبوی تمثیلات انسان کو سکھاتی ہیں کہ اختلافِ رائے میں توازن، معاملات میں حکمت اور رویّوں میں اعتدال اختیار کیا جائے۔ یہی وہ اوصاف ہیں جو ایک صالح فرد، متوازن معاشرے اور پائیدار فکری اصلاح کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

انتہاپسندی، تعصب اور فکری انحراف کا سدباب

اسلام اعتدال، رواداری اور حق پر مبنی فکر کی تعلیم دیتا ہے اور ہر قسم کی انتہاپسندی، تعصب اور فکری انحراف سے روکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے امثالِ حدیث کے ذریعے یہ واضح فرمایا کہ ایک فرد کا غلط طرزِ فکر اور اس کے منفی اعمال صرف اسی کی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے معاشرے کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے اسلامی تعلیمات میں فکری اصلاح کو اجتماعی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے تاکہ معاشرہ گمراہی، انتشار اور اخلاقی زوال سے محفوظ رہ سکے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی حدود پر قائم رہنے والوں اور ان میں تجاوز کرنے والوں کی مثال ایک کشتی کے مسافروں کی سی ہے۔ اگر اوپر والے نیچے والوں کو کشتی میں سوراخ کرنے سے نہ روکیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے، اور اگر اوپر والے انہیں روک لیں تو سب بچ جائیں گے"۔[24]

---

[22] ۔ مسلم، مسلم بن الحجاج النیسابوری. صحیح مسلم، حدیث رقم:2810.

[23] ۔ الشاطبي، إبراهيم بن موسى. الموافقات. تحقيق: عبد الله دراز. بيروت: دار المعرفة، د.ت.، ج2، ص125.

[24] ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح (صحيح البخاري). كتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات، حديث رقم:2686

امثالِ حدیث اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہیں کہ انتہاپسندی اور فکری انحراف صرف انفرادی مسئلہ نہیں بلکہ ایک اجتماعی خطرہ ہے۔ نبوی تمثیلات انسان کو اپنے افکار اور رویوں کے اجتماعی نتائج پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ جدید معاشروں میں مذہبی شدت پسندی، نظریاتی تعصب، ڈیجیٹل پروپیگنڈا اور غلط معلومات کے پھیلاؤ نے فکری انتشار کو بڑھا دیا ہے۔ ایسے حالات میں امثالِ حدیث دلیل، حکمت، اعتدال اور خیر خواہی کی بنیاد پر اختلاف کو سمجھنے اور معاشرے کو فکری انحراف سے محفوظ رکھنے کا مؤثر منہج پیش کرتی ہیں۔ اس لیے نبوی تمثیلات کو صرف اخلاقی نصیحت کے بجائے فکری استحکام اور سماجی امن کے عملی اصولوں کے طور پر بھی دیکھا جانا چاہیے۔

امام ابن قیم لکھتے ہیں:

"لوگوں کی گمراہی یا تو غلو سے پیدا ہوتی ہے یا کوتاہی سے"۔[25]

امثالِ حدیث کی روشنی میں اس تمثیل کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ معاشرے کے اہلِ علم، اساتذہ اور مصلحین کی ذمہ داری ہے کہ وہ دلیل، حکمت اور خیر خواہی کے ساتھ غلط افکار کی اصلاح کریں اور اعتدال، رواداری اور صحیح اسلامی فکر کو فروغ دیں۔ یہی طرزِ عمل فکری انحراف کا مؤثر سدباب کرتا ہے اور ایک پر امن، متوازن اور متحد معاشرے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

معاصر فکری مسائل کے حل میں امثال الحدیث کی رہنمائی

موجودہ دور میں مسلم معاشرہ الحاد، فکری انتشار، اخلاقی بحران، مادیت، سوشل میڈیا کے گمراہ کن رجحانات اور دینی تعلیمات سے دوری جیسے متعدد فکری مسائل سے دوچار ہے۔ ان مسائل کا مؤثر حل صرف نظری مباحث میں نہیں بلکہ ایسی حکیمانہ تعلیمات میں ہے جو عقل و دل دونوں پر اثر انداز ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے امثالِ حدیث کے ذریعے پیچیدہ فکری اور اخلاقی مسائل کو نہایت سادہ، مؤثر اور عملی انداز میں بیان فرمایا، جس سے ہر دور کے انسان کو صحیح فکر اور درست طرزِ عمل کی رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک اٹھانے والا یا تمہیں خوشبو عطا کرے گا، یا تم اس سے خرید لوگے، یا کم از کم اس کی خوشبو سے (ضرور) فائدہ اٹھاؤ گے، جبکہ بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا یا اس کی بدبو تمہیں پہنچے گی"۔[26]

---

[25] ۔ ابن قیم الجوزیۃ. مدارج السالکین. بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1996م، ج2، ص496.

[26] ۔ مسلم، مسلم بن الحجاج النیسابوري، صحیح مسلم، حدیث رقم: 2628

یہ نبوی تمثیل معاصر فکری مسائل کے حل میں نہایت اہم رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آج کے دور میں انسان کی فکر صرف روایتی صحبت سے نہیں بلکہ سوشل میڈیا، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، تعلیمی ماحول اور فکری حلقوں سے بھی تشکیل پاتی ہے۔ اگر انسان صالح علماء، مستند علمی مصادر اور نیک صحبت اختیار کرے تو اس کی فکر، کردار اور عقیدہ صحیح رخ پر استوار ہوتے ہیں، جبکہ گمراہ کن افکار، انتہاپسند نظریات اور غیر مستند معلومات کی صحبت اسے فکری انحراف کی طرف لے جاسکتی ہے۔

اس کے متعلق یوسف القرضاویؒ لکھتے ہیں:

"اگر سنتِ نبوی کو صحیح طور پر سمجھا جائے تو وہ ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرتی ہے"۔[27]

اس تمثیل کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ فکری اصلاح کے لیے صالح ماحول، مستند علم اور مثبت صحبت ناگزیر ہیں۔ امثالِ حدیث انسان کو یہ شعور دیتی ہیں کہ وہ ہر فکر، نظریے اور معلوماتی ذریعے کا انتخاب احتیاط سے کرے، کیونکہ جس ماحول اور صحبت کو وہ اختیار کرے گا، اسی کے اثرات اس کی شخصیت اور فکر میں نمایاں ہوں گے۔ یہی نبوی رہنمائی عصرِ حاضر کے فکری چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایک جامع اور مؤثر اصول فراہم کرتی ہے۔

تحقیق کی اصل علمی خدمت

اس ریسرچ آرٹیکل کی بنیادی علمی خدمت یہ ہے کہ اس نے امثالِ حدیث کو محض ایک ادبی یا بلاغی اسلوب کے طور پر نہیں، بلکہ تعلیم و تربیت اور فکری اصلاح کے ایک منظم اسلامی فریم ورک کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس تحقیق میں واضح کیا گیا ہے کہ نبوی تمثیلات علم کی مؤثر ترسیل، کردار سازی، اخلاقی تربیت، تنقیدی و تحقیقی فکر، فکری اعتدال اور سماجی اصلاح جیسے بنیادی تعلیمی و فکری مقاصد کے حصول میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مزید برآں، اس آرٹیکل نے امثالِ حدیث کی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے تعلیمی اور فکری چیلنجز، مثلاً اقدار کے بحران، فکری انتشار، انتہاپسندی، معلوماتی بے ترتیبی اور تنقیدی شعور کی ضرورت، کے تناظر میں جدید تطبیق کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ تحقیق امثالِ حدیث کی عصری معنویت کو اجاگر کرتے ہوئے انہیں جدید تعلیمی و فکری مباحث میں ایک قابلِ عمل اسلامی رہنما اصول (Islamic Educational and Intellectual Framework) کے طور پر متعارف کراتی ہے، جو مستقبل کی علمی تحقیقات اور تعلیمی پالیسی سازی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کر سکتی ہے۔

نتائج، علمی اہمیت اور مستقبل کی تحقیق کے امکانات

اس ریسرچ آرٹیکل سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ امثالِ حدیث نبی اکرم ﷺ کے تعلیمی و تربیتی منہج کا ایک بنیادی اور مؤثر جزو ہیں۔ یہ محض ادبی یا بلاغی اسلوب نہیں بلکہ ایک جامع تعلیمی، فکری اور اخلاقی نظام کی نمائندگی کرتی ہیں، جس کے ذریعے پیچیدہ عقائد، اخلاقی اقدار اور سماجی اصولوں کو نہایت سادہ، مؤثر اور عملی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ امثالِ حدیث علم کے حصول، کردار سازی، اخلاقی تربیت،

[27] ۔ القرضاوي، يوسف. كيف نتعامل مع السنة النبوية. القاهرة: دار الشروق، 2006م، ص25.

تنقیدی و تحقیقی فکر، فکری اعتدال، مؤثر ابلاغ اور سماجی ذمہ داری کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں اور ان کی تعلیمات ہر دور کے انسان کے لیے یکساں طور پر قابلِ عمل ہیں۔

تحقیق کا ایک اہم نتیجہ یہ بھی سامنے آیا کہ امثالِ حدیث میں پیش کیے گئے تعلیمی و فکری اصول عصرِ حاضر کے متعدد مسائل، جیسے تعلیمی بحران، اخلاقی زوال، فکری انتشار، انتہاپسندی، تعصب، سوشل میڈیا کے منفی اثرات اور اقدار کے بحران کے حل میں مؤثر رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ نبوی تمثیلات فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ایک متوازن، ذمہ دار اور باشعور معاشرے کی تشکیل کے لیے بھی بنیادی اصول مہیا کرتی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امثالِ حدیث کی افادیت صرف مذہبی تعلیمات تک محدود نہیں بلکہ ان سے جدید تعلیمی، سماجی اور فکری میدانوں میں بھی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

علمی اعتبار سے اس تحقیق کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ اس نے امثالِ حدیث کا مطالعہ صرف تشریحی انداز میں نہیں کیا بلکہ انہیں تعلیمی اور فکری اصلاح کے ایک منظم اسلامی فریم ورک کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس تحقیق نے نبوی تمثیلات اور جدید تعلیمی تصورات، کردار سازی، تنقیدی فکر اور فکری اعتدال کے درمیان تعلق کو واضح کیا ہے، جو اس موضوع پر موجود علمی لٹریچر میں ایک اہم اضافہ ہے۔

عملی اعتبار سے یہ تحقیق اساتذہ، محققین، نصاب سازوں، دینی مدارس، جامعات اور تربیتی اداروں کے لیے مفید رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اگر امثالِ حدیث کو تدریسی حکمتِ عملی، اخلاقی تربیت اور فکری نشوونما کے پروگراموں میں منظم انداز سے شامل کیا جائے تو طلبہ میں تنقیدی شعور، اخلاقی ذمہ داری، اعتدال پسند فکر اور مثبت سماجی رویوں کو مؤثر طور پر فروغ دیا جاسکتا ہے۔

مستقبل کی تحقیق کے لیے یہ موضوع متعدد نئے امکانات رکھتا ہے۔ آئندہ تحقیقات میں امثالِ حدیث کا تقابلی مطالعہ جدید تعلیمی نظریات، تعلیمی نفسیات، ابلاغی علوم، اخلاقی تعلیم، ڈیجیٹل لرننگ اور مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کے تناظر میں کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح امثالِ حدیث کی روشنی میں نصاب سازی، شخصیت سازی، قیادت (Leadership) اور سماجی ہم آہنگی کے عملی ماڈلز بھی تیار کیے جاسکتے ہیں۔ اس طرح یہ میدان اسلامی تعلیمات اور معاصر علمی مباحث کے درمیان ایک مؤثر علمی پل ثابت ہوسکتا ہے۔

مصادر ومراجع

القرآن الکریم۔

ابن تیمیة، أحمد بن عبد الحلیم. مجموع الفتاوى. المدینة المنورة: مجمع الملك فهد، 1995م، ج10، ص95.

ابن جماعة، بدر الدین. تذکرة السامع والمتکلم في أدب العالم والمتعلم. بیروت: دار الکتب العلمیة، 2012م۔

ابن قیم الجوزیة. مدارج السالکین. بیروت: دار الکتب العلمیة، 1996م۔

ابن قیم الجوزیة، محمد بن أبي بکر. إعلام الموقعین عن رب العالمین. تحقیق: محمد عبد السلام إبراهیم. بیروت: دار الکتب العلمیة، 1991م۔

البیهقي، أحمد بن الحسین. مناقب الشافعي. تحقیق: أحمد صقر. القاهرة: مکتبة دار التراث، 1970م۔

الخطیب، محمد عجاج. السنة قبل التدوین. بیروت: دار الفکر، 1981م۔

الرامهرمزي، الحسن بن عبد الرحمن. أمثال الحدیث. تحقیق: عبد الله الکناني. الریاض: مکتبة المعارف، 1984م۔

الزرنوجي، برهان الدین. تعلیم المتعلم طریق التعلم. بیروت: دار ابن کثیر، 1981م۔

الشاطبي، إبراهیم بن موسى. الموافقات. تحقیق: عبد الله دراز. بیروت: دار المعرفة۔

الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد. إحیاء علوم الدین. بیروت: دار المعرفة، د.ت۔

القرضاوي، یوسف. کیف نتعامل مع السنة النبویة. القاهرة: دار الشروق، 2006م۔

محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری (ریاض: دار السلام، 1997)۔

مسلم، مسلم بن الحجاج. صحیح مسلم. مقدمة الصحیح. تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي. بیروت: دار إحیاء التراث العربي، د.ت.